سورۃ القارعۃ

﴿ آیاتہا ۱۱ ﴾ ﴿ ۱۰۱ سورۃ القارعۃ مکیۃ ۳۰ ﴾ ﴿ رکوعہا ۱ ﴾

تمام قراء کے نزدیک یہ سورت مکی ہے (1)۔ اس کی دس آیات ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان، ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

اَلْقَارِعَةُ ﴿۱﴾ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾

"(دل ہلا دینے والی) کڑک، یہ (زہرہ گداز) کڑک کیا ہے؟ اور آپ کو کیا معلوم کہ یہ کڑک کیا ہے"۔

قارعہ سے مراد قیامت ہے؛ عام مفسرین نے یہی کہا ہے۔ اس نام کی وجہ یہ ہے کیونکہ یہ مخلوقات کو اپنی ہولناکیوں کے ساتھ کھٹکھٹائے گی۔ اہل لغت کہتے ہیں: عرب کہتے ہیں قرعتهُمُ القارعةُ وفقرتهم الفاقِرةُ یہ جملے اس وقت کہے جاتے ہیں جب ان پر کوئی عظیم مصیبت آ پڑے؛ ابن احمر اور دوسرے شاعر نے یہی معنی لیا ہے:

وقارعةٍ مِنَ الأيامِ لولا سبيلهم لزاحت عنك حِينا

مَتَى تَقْرَعْ بمَرْوِتِكم(2) نَسُؤكُمْ ولم تُوقَدْ لَنَا فِي القِدْرِ نَارُ(3)

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: لَا یَزَالُ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا تُصِیْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ (الرعد: 31)

مَا الْقَارِعَةُ یہ جملہ استفہامیہ ہے یعنی قارعۃ کیا چیز ہے اسی طرح وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ ﴿۳﴾ جملہ استفہامیہ ہے یہ تعظیم اور عظمت شان بیان کرنے کے لیے ہے، جس طرح ارشاد فرمایا: اَلْحَآقَّةُ ﴿۱﴾ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۲﴾ وَمَاۤ اَدْرٰىكَ مَا الْحَآقَّةُ ﴿۳﴾ (سورۃ الحاقہ)

یَوْمَ یَكُوْنُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ ﴿۴﴾

"جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح ہوں گے"۔

یَوْمَ یہ ظرف ہونے کی وجہ سے منصوب ہے تقدیر کلام یوں ہو گی: تكون القارعةُ يوم يكون الناس كالفراش المبثوث قتادہ نے کہا: فراش سے مراد وہ پتنگ ہے جو آگ اور دیئے میں گرتا ہے اس کا واحد فراشہ ہے؛ یہ ابوعبیدہ کا قول ہے۔ فراء نے کہا: اس سے مراد مچھر وغیرہ ہے اسی معنی میں مکڑی ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: هوأ طيشُ من فراشةٍ وہ پتنگ سے بھی زیادہ بے عقل ہے۔ ایک شاعر نے کہا:

1۔ ہمارے صحیفے میں گیارہ آیات ہیں۔

2۔ مروۃ سے مراد وہ پتھر ہے جس سے آگ جلائی جاتی ہے۔

3۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 327

وقد كانَ أقوامٌ رددتَ قُلُوبَهُمْ　إليهم وكانوا كالفَراشِ من الجَهْلِ

وہ ایسے لوگ تھے تو نے جن کے دلوں کو ان کی طرف پھیر دیا جب کہ وہ جہالت کی وجہ سے پتنگوں کی مانند تھے۔

صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مثلی و مثلکم کمثل رجل أوقد نارا فجعل الجنادبُ والفَراشُ يقعْن فيها وهويذُبُّهُنَّ وأنا آخذ بحُجَزِكم عن النارِ وأنتم تفلّتون مِن يَدِي۔ ''میری اور تمہاری مثال اس آدمی جیسی ہے جو آگ روشن کرے تو ٹڈیاں اور پتنگ اس میں گرنے لگیں جب کہ وہ انہیں روک رہا ہو میں تمہیں کمروں سے پکڑ کر جہنم میں گرنے سے روک رہا ہو جب کہ تم میرے ہاتھ سے نکلے جا رہے ہو'' (1)۔

اس باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مبثوث کا معنی متفرق ہے ایک اور جگہ فرمایا کَاَنَّهُمْ جَرَادٌ مُّنْتَشِرٌ ۝ (القمر) گویا وہ منتشر ٹڈیاں ہیں۔ پہلے ان کی حالت کو فراش سے تشبیہ دی جن کی کوئی سمت نہیں ہوتی جو ہر سمت سرگرداں ہوتے ہیں پھر وہ ٹڈی دل کی طرح ہو جاتے ہیں کیونکہ ان کی کوئی سمت ہوتی ہے جس کا وہ قصد کر رہا ہوتا ہے۔

مبثوث کا معنی متفرق اور منتشر ہے۔ یہاں لفظ کا اعتبار کرتے ہوئے لمبثوث مذکر کا صیغہ ذکر کیا جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اَعْجَازُ نَخْلٍ مُّنْقَعِرٍ ۝ (القمر) اگر المبثوثہ کا لفظ ہوتا تو وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی طرح ہوتا: اَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ ۝ (الحاقہ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور فراء نے (2) کہا: كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوْثِ اسی طرح ہے غوغا الجراد (3) ہوتا ہے وہ ایک دوسرے پر سوار ہوتے ہیں یہی حال لوگوں کا ہوگا جب انہیں دوبارہ اٹھایا جائے گا وہ ایک دوسرے میں گردش کر رہے ہوں گے۔

وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ ۝

''اور پہاڑ رنگ برنگی دھنکی ہوئی اون کی مانند ہوں گے''۔

ایسی اون جسے ہاتھ سے دھنکا جائے، یعنی پہاڑ باریک ذرات ہو جائیں گے اور اپنی جگہ چھوڑ دیں گے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک اور موقع پر فرمایا: هَبَآءً مُّنْۢبَثًّا ۝ (الواقعہ) اہل لغت کہتے ہیں: العھن سے مراد رنگ دار اون ہے۔ سورۂ سأل سائل میں یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ ۝ فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا هِيَهْ ۝ نَارٌ حَامِيَةٌ ۝

''پھر جس کے (نیکیوں کے) پلڑے بھاری ہوں گے تو وہ دل پسند عیش (ومسرت) میں ہوگا اور جس کے (نیکیوں کے) پلڑے ہلکے ہوں گے تو اس کا ٹھکانہ ہاویہ ہوگا اور آپ کو کیا معلوم کہ وہ ہاویہ کیا ہے۔ ایک دہکتی ہوئی آگ''۔

میزان کے بارے میں گفتگو سورۂ اعراف، کہف اور انبیاء میں گزر چکی ہے اس کا پلڑا اور لسان (4) ہوگی جس میں ان

1۔ صحیح مسلم، کتاب الفضائل، شفقته على امته، جلد 2، صفحہ 248　2۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 311

3۔ ایسے کیڑے اور ٹڈی جن کے پر نکل آئے ہوں۔　4۔ ترازو کا وہ حصہ جو تولنے والے کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔

صحیفوں کا وزن کیا جائے گا جن میں نیکیاں اور برائیاں لکھی ہوں گی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ ایک ترازو ہے جو حضرت جبریل علیہ السلام کے ہاتھ میں ہو گا وہ انسانوں کے اعمال کا وزن کریں گے۔ اس ایک ترازو کو جمع کے صیغہ کے ساتھ تعبیر کیا اور موازین کہا جس طرح یہ کہا: لکل حادثۃ لھا میزان ہر حادثہ کے لیے ایک ترازو ہے۔ ہم اس سے قبل بحث میں اس کا ذکر کر چکے ہیں ہم نے اس کا ذکر کتاب ''تذکرہ'' میں کیا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: موازین سے مراد حجج اور دلائل ہیں؛ یہ قول عبد العزیز بن یحییٰ کا ہے(1) اس نے شاعر کے قول سے استدلال کیا ہے۔

قد كُنتُ قبلَ لقائكم ذا مِرَّةٍ　عِندِي لكُلِّ مخاصِمٍ ميزانُهُ

میں تمہاری ملاقات سے قبل طاقتور تھا میرے پاس ہر جھگڑا کرنے والے کے لیے دلائل موجود تھے۔

عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ ۝ کا معنی ہے ایسی زندگی جو پسندیدہ ہو جس پر زندگی گزارنے والا راضی ہو۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ سے مراد یہ ہے ایسی زندگی جو راضی کرنے والی ہو۔ اس سے مراد نرم اور اطاعت شعار ہے۔ فعل عِيْشَةٍ کی طرف منسوب ہے کیونکہ اس زندگی نے ہی رضا عطا کی ہے، جس کا معنی نرمی اور اطاعت ہے۔ عِيْشَةٍ ایسا کلمہ جو جنت میں موجود تمام نعمتوں کو جامع ہے جو خوش اور راضی کرنے والی ہیں، جس طرح الفرش المرفوعۃ ہے ان کی اونچائی ایک سو سال کی مسافت جتنی ہے جب اللہ کا ولی اس کے قریب ہوتا ہے تو وہ پلنگ پست ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جنتی اس پر بیٹھ جاتا ہے پھر وہ اپنی اصلی حالت میں بلند ہو جاتا ہے جس طرح درخت کی شاخیں ہیں، اسی طرح ان کی بلندی ہوتی ہے جب اللہ تعالیٰ کا ولی اس کا پھل چاہتا ہے تو وہ شاخیں جھک جاتی ہیں یہاں تک کہ اللہ کا ولی بیٹھے یا کھڑے اس پھل کو لے لیتا ہے اللہ تعالیٰ کے فرمان: قُطُوْفُهَا دَانِيَةٌ ۝ (الحاقہ) کا یہی معنی ہے۔ جہاں کہیں وہ چلے گا یا وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہو گا تو نہر اس کے ساتھ چلے گی جہاں وہ چاہے گا بلندی کی جانب یا پستی کی جانب۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان: يُفَجِّرُوْنَهَا تَفْجِيْرًا ۝ (الانسان) حدیث طیبہ میں ہے ''وہ اپنی چھڑی کے ساتھ اشارہ کرے گا تو وہ پانی بغیر کسی نالی کے چلا آئے گا جہاں وہ چاہے گا محلات اور مجالس میں''(2)۔ یہ سب اشیا ایسی زندگی ہیں جو اپنی جانب سے خوشنودگی عطا کریں گی۔ یہ رضا کا عمل کرنے والی ہیں۔ یہ خوشدلی سے اطاعت کریں گی۔

هَاوِيَةٌ ۝ سے مراد جہنم ہے اس کو ام کا نام دیا کیونکہ وہ اس کی اسی طرح پناہ لے گا جس طرح وہ اپنی ماں کی پناہ لے گا؛ یہ ابن زید کا قول ہے(3)۔ اسی معنی میں امیہ بن ابی صلت کا قول ہے:

فالأرضُ مَعْقِلُنا وكانتْ أُمَّنا　فيها مَقابِرُنا وفيها نُولَدُ

زمین میں ہمارے پڑاؤ کی جگہ اور جائے پناہ ہے اس میں ہماری قبریں ہیں اسی میں ہماری پیدائش ہوئی۔

جہنم کو ہاویہ کا نام دیا کیونکہ وہ اس میں گرتا جائے گا جب کہ اس میں بہت زیادہ گہرائی ہے۔ یہ روایت بیان کی جاتی ہے کہ ہاویہ جہنم کے سب سے نچلے دروازے کا نام ہے۔ قتادہ نے کہا: فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ ۝ کا معنی ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ عکرمہ

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 328　2۔ نوادر الاصول، صفحہ 339　3۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 329

نے کہا: اس کو یہ نام اس لیے دیا کیونکہ وہ اس میں اپنے سر کے بل گرے گا۔ اخفش نے کہا: امه سے مراد ہے اس کی قرار گاہ۔ معنی قریب قریب ہے۔ شاعر نے کہا:

یا عمروُ لو نالتك أرماحُنا كنتَ لمن تهوِی به الهاوِیَة

اے عمرو! اگر ہمارے نیزے تجھ تک جا پہنچیں تو تو اس آدمی کی طرح ہو جائے گا جسے ہاویہ پناہ دیتی ہے۔

یہاں ہاویہ کا معنی مهواة ہے۔ تو کہتا ہے: هوَتْ أمه فهي هاوية یعنی اس پر رو رہی ہے۔ کعب بن اسد غنوی نے کہا:

هوَتْ أمّه ما یبعثُ الصبحُ غادیا وماذا یؤدّی اللیلُ حین یئُوبُ

مَهْوَی اور مَهْوَاة دو پہاڑوں کے درمیان کا راستہ ہے اس کی مثل تمہاری القومُ فی المَهْوَاة، جب وہ ایک دوسرے کے پیچھے گر پڑے۔

وَمَآ اَدۡرٰىكَ مَاهِيَهۡ ﴿۱۰﴾ اصل میں ماھی تھا آخری ھا سکتہ کے لیے داخل ہوئی۔ حمزہ، کسائی، یعقوب اور ابن محیصن نے وصل میں ھاء سکتہ کے بغیر پڑھی ہے (2) ماھی اور اس پر وقف کیا ہے اس کی وضاحت سورۃ الحاقہ میں گزر چکی ہے۔

نَارٌ حَامِيَةٌ ﴿۱۱﴾ سخت گرم۔ صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نارُکم هذِهِ یُوقِدُ ابن آدم جزء من سبعینَ جزأ من حرِّ جَهَنَّم تمہاری یہ آگ جسے انسان جلاتا ہے یہ جہنم کی آگ کا سترھواں حصہ ہے (3)۔ صحابہ نے عرض کی: یا رسول اللہ! یہ تو کافی ہے۔ فرمایا: "جہنم کی آگ کو اس دنیا کی آگ پر انہتر گنا فضیلت دی گئی ہے ہر ایک اس کی مثل گرم ہوگی" حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: بے شک پلڑا بھاری ہوگا جس کا پلڑا بھاری ہوگا کیونکہ اس میں حق رکھا گیا ہے جس پلڑے میں حق ہو اس کے لیے موزوں ہے کہ وہ بھاری ہو۔ بے شک پلڑا ہلکا ہوگا جس کا پلڑا ہلکا ہوگا کیونکہ اس میں باطل رکھا گیا ہے اور جس پلڑے میں باطل ہو اس کے لیے موزوں ہے کہ وہ ہلکا ہو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت مروی ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کرتے ہیں کہ "مردے اپنے پاس آنے والے ایک آدمی سے اس آدمی کے بارے میں سوال کریں گے جو اس سے قبل فوت ہو چکا ہوگا وہ بتائے گا وہ تو مجھ سے پہلے مر گیا تھا کیا وہ تمہارے پاس نہیں آیا؟ وہ مردے کہیں گے: اللہ کی قسم! نہیں۔ تو وہ کہے گا: اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ اسے امه ھاویہ کی طرف لے جایا گیا وہ کتنی ہی بری الام ہے وہ کتنی ہی بری المربیہ ہے" ہم نے اس کا مکمل ذکر کتاب "التذکرہ" میں کیا ہے۔ الحمد للہ۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 329 2۔ زاد المسیر، جلد 8، صفحہ 312

3۔ صحیح مسلم، کتاب الجهنم، الجنة وصفة نعیمها، جلد 2، صفحہ 381